قرآن فہمی کے لیے علم کائنات کی اہمیت

جنید احمد ہاشمی *

قرآن کریم موجودات اور ان کی تخلیق و تنظیم اور تخلیقی مدارج کو ایک مکمل نظام حکمت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ انسانوں کی توجہ کائنات اور اس کی تخلیق و تکوین کی طرف مبذول کراتا ہے اور یہ بات انسانوں کے اوّلین فرائض میں شامل قرار دیتا ہے کہ وہ آفاق و انفس کا مطالعہ کریں، صحیفہ کائنات کو بنظر غائر پڑھیں، غور و فکر کی تمام صلاحیتوں سے کام لے کر کائنات کے ہر شعبے میں پائی جانے والی ترتیب، تنظیم، تسلسل اور مقصدیت کا بغور جائزہ لیں تاکہ اوّلاً تو کائنات سے صانع کائنات کو پہچانیں اور موجودات سے موجد پر استدلال کر سکیں اور ثانیاً اس لیے کہ ان عظیم قوتوں سے اچھی طرح نفع اٹھائیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے پیدا کیا اور انہی کے نفع کے لیے مسخر کر دیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ جاثیہ میں ارشاد ہوا ہے:

> اللّٰه الذی سخّرلکم البحر لتجری الفلك فیه بامره ولتبتغوا من فضله ولعلّکم تشکرون ○ وسخّر لکم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض جمیعاً منه انّ فی ذلك لاٰیٰت لقوم یتفکرون (۱)

> ''وہ اللہ ہی تو ہے جس نے سمندر کو تمہارے لیے مسخر کر دیا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم اس کے فضل سے (معاش) تلاش کرو اور تاکہ شکر گزار بنو، اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو تمہارے لیے مسخر کر دیا۔ غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں نشانیاں ہیں۔''

انسانوں کو سب سے پہلے جو علم دیا گیا وہ قرآن کریم کی زبان میں ''**علم اُسما**'' کے نام سے موسوم ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

> ﴿ وعلّم آدم الأسماء کلھا ﴾ (۲)

> ''اور اس (اللہ تعالیٰ) نے آدمؑ کو تمام اسماء بتلا دیے۔''

---

* ریسرچ انویسٹیگیٹر، شریعہ اکیڈمی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

لفظ اسماء اسم کی جمع ہے جس کے معنی ''علامت'' اور ''نشان'' کے ہیں۔ (۳)

متعدد مفسرین نے اس کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اس سے مراد دنیا بھر کی تمام چیزیں اور ان کے آثار وخواص ہیں جو آدم علیہ السلام اور بنی آدم کو عطا کیے گئے ہیں۔

قاضی بیضاویؒ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چیزوں کی اصل شناخت، ان کے خواص، نام، اصول علم، صنعتوں کے قوانین اور ان صنعتوں میں استعمال ہونے والے اوزار کی کیفیتیں (غرض سب کچھ) بذریعہ الہام بتا دیا تھا۔'' (۴)

علامہ طنطاوی مصریؒ تحریر کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اشیاء کی معرفت، ایجاد واختراع اور تمام صنعتیں الہام کر دیں تو آدم علیہ السلام کے لیے ارض وسماء، بر وبحر، چٹیل میدان، مرغزار بیابان و کہسار سب مسخر کر دیے اسی طرح اس نے مخلوقات کے تمام اسماء اور خواص وصفات کا علم آدم علیہ السلام کو دے دیا۔'' (۵)

لطفی جمعہ لکھتے ہیں:

''وہ کتاب جو افصح العرب پر نازل ہوئی محض ایک مذہبی کتاب نہیں بلکہ تقریباً تین سو علوم کا منبع ہے مثلاً شرع، لغت، تاریخ، ادبیات، طبیعات، فلکیات اور فلسفہ وغیرہ۔ ان میں سے اکثر علوم کا راست مأخذ خود قرآن ہے۔'' (۶)

شاہ ولی اللہ نے قرآنی علوم کو جن پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے ان میں ایک علم آلاء اللہ ہے۔ (۷)

علم آلاء اللہ کو موجودہ دور کی زبان میں ''**علم کائنات**'' یا ''**علم سائنس**'' کہا جا سکتا ہے اسی علم کائنات کی مختلف شاخیں موجودہ دور میں مختلف ناموں مثلاً طبعیات، کیمیا، حیاتیات، ارضیات، فلکیات وغیرہ سے متعارف ہیں

الغرض قرآن نے غور وفکر، تجربہ و مشاہدہ کو حصول علم کے ذریعے کے طور پر سند مانا اور بے شمار

سائنسی حقائق و نتائج پیش کر کے انسان کو یہ دعوت دی ہے کہ قرآن کی رہنمائی میں کائنات میں غور و فکر کرے اور اسرار فطرت کی نقاب کشائی کرے۔

یہاں یہ اصولی نکتہ مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ قرآن کریم بنیادی طور پر ہدایت کی کتاب ہے۔(۸) قرآن، امور کونیہ (سائنس وغیرہ) کو بطور مقصد پیش نہیں کرتا بلکہ اس کا مقصد انسانوں کی معاش و معاد کی اصلاح ہے اس لیے جن لوگوں نے قرآن کریم کے سائنسی بیانات کو بنیاد بنا کر اپنی ساری صلاحیتیں قرآن کو سائنس کی کتاب قرار دینے پر صرف کی ہیں انہوں نے قرآن کی دعوت اور روح کو سمجھنے میں غلطی کی ہے کیونکہ قرآن کریم کا موضوع علم کائنات نہیں۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ لوگوں کو اس زبان میں مخاطب کیا جائے جو اپنے زمانے کی اصطلاحات کی بناء پر سمجھتے ہیں یعنی قرآن کی اصل تعلیمات و ہدایات کو بانداز نو پیش کیا جائے نہ یہ کہ ان نظریات پر قرآن کو ڈھالا جائے جن کو انہوں نے اپنایا ہے کیونکہ انسانوں کے خود ساختہ نظریات آئے دن بدلتے رہتے ہیں اور ایک ہی نظریہ اہل زمانہ کی نظروں میں اکثر نفی و اثبات کے لحاظ سے اختلاف کا باعث بنا رہتا ہے جس کی ایک مثال زمین کی گردش اور اس کا سکون ہے کہ یہ انسان تھے جن کو اپنے **''علوم و معارف''** کے زور پر اصرار تھا کہ زمین ساکن ہے اور پھر یہی انسان ہیں جواب زمین کی گردش کا درس دے رہے ہیں لہٰذا اگر قرآن کو انسانی ذہن کی کوکھ سے جنم لیے ہوئے علوم پر ڈھالتے رہنے کا عمل جاری رہا تو قرآن بازیچہ اطفال بن کر رہ جائے گا۔(۹)

دور جدید میں جہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ اہل مذہب قرآن کریم کے گہرے مطالعہ کے ساتھ جدید سائنس کا مطالعہ کریں وہاں اس سلسلے میں مطالعہ اور تحقیقی کام کے لیے حدود و قیود **(Limitations)** کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اس لیے یہ ایک غلطی ہوگی کہ ہم ہر سائنسی نظریے کے ساتھ قرآنی مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کریں اور سائنس کے شعبدوں کا وقوع قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش میں اس کے مقصد اصلی کو بھول جائیں۔

قرآنی تعلیمات و مضامین کی تفہیم میں علم کائنات

اسلامی تعلیمات کی رو سے نظام زندگی کا مرکز و محور **''قرآن کریم''** ہے اس عظیم کتاب کو سمجھنے کے

لیےعلم کائنات کی حیثیت اساسی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ قرآن کریم اپنی تعلیمات کی تفہیم کے لیے انسانوں سے اندھی تقلید (Blind Faith) کا تقاضانہیں کرتا بلکہ اس کی تعلیم یہ ہے کہ ان کو سمجھنے کے لیے محسوسات اور مظاہر کو زینہ بنایا جائے مثلاً '' توحید باری تعالیٰ، قرآن کریم کا ایک مرکزی مضمون اور بنیادی تعلیم ہے۔ قرآن کریم علم کائنات کی ایک شاخ حیاتیات سے متعلق ایک حقیقت بیان کرتا ہے۔

﴿ انَّ الذین تدعون من دون اللّٰہ لن یخلقوا ذباباً ولو اجتمعوا لہ وان یسلبھم الذباب شیئاً لا یستنقذوہ منہ ضعف الطالب والمطلوب﴾ (۱۰)

'' جن لوگوں کو تم اللہ کے مقابلے میں پکارتے ہو وہ مکھی تک بھی پیدا نہیں کر سکتے اگر چہ وہ سب کے سب اس کام کے لیے جمع ہو جائیں اور اگر ان سے مکھی کوئی چیز چھین لے جائے تو اسے اس سے چھڑا نہیں سکتے طالب اور مطلوب دونوں ضعیف و کمزور ہیں۔''

کائنات کی اس حقیقت کو واضح کرنے کے بعد وہ انسان کو اس چیز کے ماننے کی دعوت دیتا ہے کہ یہ صرف خلاق عالم ہے کہ یکے بعد دیگرے کروڑوں مخلوقات کو ان کی تمام نوعی خصوصیات کے ساتھ لباس وجود میں برابر جلوہ گر کرتا رہتا ہے اس کے سوا کوئی دوسری ہستی نہیں جو اس قدر بے مثال اور حیرت انگیز کرشمے دکھا سکے۔

اسی طرح قرآن کریم کی ایک اہم تعلیم **'' وجود باری تعالیٰ''** ہے جس کے اثبات کے لیے قرآن، فطرت کے آثار وشواہد کو خدایابی کا ذریعہ بنانے کی دعوت دیتا ہے قرآن کریم میں اس مضمون کے اثبات کے لیے بار بار کائناتی مظاہر پر غور وفکر کی تاکید وتلقین ہے۔(۱۱) جس سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کی تعلیم وتصور جو انسانوں کو دیا جا رہا ہے وہ محض کسی تخیل اور مراقبے پر مبنی نہیں بلکہ ٹھوس مادی حقائق کے سمندر سے گذرتے ہوئے کائنات ارضی وسماوی میں اس کے قوانین کی کارفرمائی کی سیر کرتے ہوئے قائم ہوتا ہے۔قرآن کریم چونکہ کائنات کو اللہ کی صفت تخلیق کی ایک محسوس اور مرئی شکل قرار دیتا ہے۔ لہٰذا مظاہر قدرت کا ذکر کرنے کے بعد انسانی ذہن کو متنبہ کرتا ہے۔

﴿ذلکم اللّٰہ ربّکم فانّی تؤفکون﴾(۱۲)

ایسے ہی قرآن کریم کے دیگر مضامین مثلاً وحی والہام، سزا و جزا، بعث ونشور وغیرہ کو انہی اسالیب میں سمجھایا گیا ہے۔(۱۳) گویا شریعت اور اس کے حقائق کا تعلق علم کائنات کے ساتھ چولی دامن کا ہے اگر اس علم کی طرف توجہ نہ کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم قرآن کریم کے بیان کردہ مضامین کو بخوبی سمجھنے کے قابل نہیں ہو سکتے۔

قرآن فہمی میں علم کائنات کی اہمیت

قرآن کریم کا کوئی طالب علم، علم کائنات سے بے نیاز رہ کر قرآن کریم کے معارف واسرار سے ہرگز واقف نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قرآن کریم اپنی دعوت پیش کرتے ہوئے جس چیز سے ہمیشہ استدلال قائم کرتا ہے وہ کائنات، اس کی تخلیق، ارتقاء اور مقصدیت ہے یہ قرآن کا عام اسلوب ہے کہ اپنی دعوت کے حق میں مظاہر فطرت سے دلائل پیش کرتا ہے جو زبان حال سے قرآنی دعوے کی تصدیق کرتے ہیں۔ قرآن فہمی میں یہ دلائل بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ دور جدید میں علم کائنات کی یہ اہمیت دور قدیم سے کہیں زیادہ نظر آتی ہے کیونکہ جدید دور تحقیق وانکشاف کا دور ہے۔ مظاہر فطرت اور کائنات کی تخلیق و تنظیم کے بارے میں قرآن کریم ایسی متعدد صداقتوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے جن کی تصدیق عصر حاضر کی جدید ترین سائنسی دریافتیں کرتی ہیں۔ چنانچہ عموماً سارے قرآن اور خصوصاً امور کونیہ سے متعلق آیات کی تفہیم کا بڑا مدار جدید سائنسی عجائبات اور حوادث کو سمجھنے پر موقوف ہے۔(۱۴)

نزول قرآن سے پہلے مظاہر کائنات سے متعلق لوگوں میں مشرکانہ توہمات پھیلے ہوئے تھے اور لوگ ان مظاہر کو دیوی دیوتا کے تابع تصور کرتے تھے مثلاً چاند، سورج، ستارے، آگ، ہوا، پانی حتیٰ کہ شجر و حجر تمام مظاہر کائنات عام طور پر معبود و مسجود ٹھہرائے گئے تھے۔ مشرکین کا فلسفہ یہ تھا کہ جس چیز سے ہم کو نفع و نقصان پہنچ سکتا ہو وہ قابل احترام اور لائق عبادت ہے۔ ان مشرکانہ عقائد کا ابطال اسلام سے قبل کسی بھی مذہب نے اس طور پر نہیں کیا جس طرح قرآن نے کیا ہے یہ قرآن کریم کا کارنامہ ہے کہ وہ علمی، عقلی دلائل کی روشنی میں ان مظاہر کے الٰہ ہونے کا ابطال کرتا ہے یہی نہیں بلکہ وہ نوع انسانی کے لیے ان مظاہر کا ذکر کر کے ان سے متمتع

ہونے کی دعوت بھی دیتا ہے۔ ذیل میں قرآن فہمی کے لیے علم کائنات کی ضرورت واہمیت پر اس کے چند شعبوں کے حوالے سے گفتگو کی جاتی ہے۔

حیاتیات **(Biology)** سائنس کی وہ شاخ ہے جس میں حیوانات ونباتات کی جسمانی ساخت و پرداخت اوران کے طبعی وفطری احوال وکوائف سے بحث کی جاتی ہے۔

قرآن کریم کی بہت سی آیات میں اس علم سے متعلق بے شمار حقائق موجود ہیں مثلاً قرآن کریم نے نسل انسانی کے حیاتیاتی ارتقاء کی بنیاد آدم وحوا کوٹھہرایا (۱۵) رحم مادر میں جینی ارتقاء کو بیان کیا ہے (۱۶) حیوانات کے خلق، تسویہ اور تقدیر کی طرف نشان دہی کی ہے (۱۷) انس وجن کے تخلیقی مادوں کو ذکر کیا ہے۔ مرد و عورت کے صنفی مفارق کوظاہر کیا ہے۔ (۱۸)

اگرچہ جدید تحقیقات ان قرآنی حقائق کی تبیین کرتے نظر آتے ہیں تاہم معاصر علمی حلقوں میں ان نظریات کا اثر موجود ہے جو قرآن کریم کے بیانات سے متصادم ہیں اس ضمن میں ڈارون کے نظریہ ارتقاء کی مثال دی جاسکتی ہے جس کی تغلیط وتردید اگرچہ خود اس کے ہم پیشہ افراد ہی کی طرف سے ہوئی ہے تاہم کسی نہ کسی حوالے سے یہ نظریہ آج بھی مقبول ومؤثر ہے۔ (۱۹)

نسل انسانی کے حیاتیاتی ارتقاء کے اس نظریئے کا حاصل یہ ہے کہ انسان اور دیگر حیوانات، رینگنے والے جانور، چوپائے اور بندر سب حیاتیات کے سفر ارتقاء کی پچھلی کڑیاں ہیں اور انسان اس سفر ارتقاء کی اگلی کڑی ہے۔ (۲۰)

اس سلسلے میں علم حیاتیات سے واقفیت کے بعد ہی اس قابل ہوا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم سے متصادم نظریات کی سائنسی طریق کار سے تردید وتغلیط کی جاسکے۔ علاوہ ازیں طبیعات سے متعلق مذکور قرآنی بیانات کی صحیح تفہیم آج اسی علم کے ارتقاء کی بدولت ممکن ہوئی ہے لہذا اس سے واقفیت قرآنی معارف واسرار تک پہنچنے میں مدد ومعاون ہے۔

علم ہیئت وفلکیات سے متعلق قرآن کریم نے قدرے تفصیل سے اشارے دیئے ہیں اس ضمن میں زمین وآسمان کی تخلیق، سیارات کی گردش، تسخیر کائنات اور خلانوردی، کائنات (عالم) کی عمر اور تخلیقی مراحل،

ستاروں کے مقام و مدار، شہاب ثاقب، زمین کا کرۂ باد، نشیب و فراز، سمندر سے متعلق بیانات، وغیرہ مضامین ایسے ہیں جو قرآن کریم میں متعدد مقامات پر منتشر ہیں۔ علم کائنات سے متعلق ان مختلف شعبوں سے واقفیت قرآنی بیانات کی تبیین کے لیے اہم ضرورت کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کی ایک اہم مثال یہ ہے کہ جدید علم ہیئت و فلکیات، کائنات کی عمر، آغاز اور قیامت سے متعلق ان بیانات کی تصدیق کرتے نظر آتے ہیں جو ہمیں قرآن و سنت سے ملتے ہیں۔ **مثلاً قدماء یونان عالم کو قدیم مانتے تھے۔ کواکب اور سماوات کو ناقابل فنا اور ناقابل تغیّر** مانتے تھے اور وجود قیامت سے انکاری تھے جب کہ یہ عقیدہ اسلام کے اصولی عقائد میں سے ہے جدید فلکیات کی رو سے یہ عالم حادث اور قابل فنا ہے۔ کائنات کی عمر بعض ماہرین کے نزدیک پندرہ ارب سال اور بعض کے نزدیک دس ارب سال ہے۔ بدایۃ الکون کے مصنف جان فایفر کا کہنا ہے:

> ''کائنات کی عمر دس ارب سال سے زیادہ نہیں۔ عہد قدیم میں سارے جہاں پر گھٹا ٹوپ تاریکی حاوی تھی مادی ذرات منتشر تھے یہ انتشار اتنا زیادہ تھا گویا عالم مادے سے بالکل فارغ تھا۔ مدت تک کائنات کی حالت یہ تھی پھر سائنسدان کائنات کو قابل فنا بھی سمجھتے ہیں لیکن وہ اس کا وقت بتانے اور توجیہہ کرنے سے قاصر ہیں۔ البتہ انہوں نے جزوی قیامت یعنی زمین یا نظام شمسی کی تباہی پر بحث کی ہے۔''(۲۱)

ماہرین کی رائے میں اس ''**سائنسی قیامت**'' کی کئی صورتیں ممکن ہیں۔ مثلاً:

① نظام شمسی سخت برفانی دور سے دوچار ہو جائے۔

② زمین اور ستاروں کے تصادم کا امکان موجود ہے۔

③ نظام شمسی کی تباہی خود آفتاب اور کسی آوارہ ستارے کے باہمی تصادم سے بھی ممکن ہے

④ سورج تیزی سے اپنا مادہ اور ایندھن (ہائیڈروجن) خرچ کر رہا ہے۔

سائنسدانوں کے بقول جیسے جیسے سورج کا یہ خزانہ ختم ہوتا جائے گا اس کی چمک اور تمازت میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ دس ارب سال کے بعد سورج اب کے مقابلے میں سو گنا زیادہ گرم اور چمکدار ہو جائے گا۔ اس وقت زمین پر اتنی گرمی پڑے گی کہ پانی کھولنے لگے گا، سمندروں کا پانی بخارات بن کر فضا میں غائب ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اس وقت زمین پر حیات ناممکن ہو جائے گی اس کے بعد سورج کی حدت کم ہو جائے گی۔

جسامت میں بڑی کمی کے ساتھ اس کی قوت کشش میں نہایت کی نمودار ہونے لگے گی کشش کی کمی کے باعث سیارے آزاد ہو جائیں گے اور نظام شمسی کا یہ حسین نظام ختم ہو جائے گا۔(۲۲)

ملت قرآنی کی ذمہ داری

عہد وسطیٰ (آٹھویں اور بارھویں صدی عیسوی کے درمیان کا زمانہ) میں جب عیسائی دنیا جمود اور تعطل کا شکار تھی اور سائنسی ترقی پر عیسائی دنیا میں پابندی عائد تھی اس وقت اسلامی جامعات میں مطالعہ اور تحقیقات کا کام بڑے پیمانے پر جاری تھا۔لیکن جب مسلمانوں نے فہم قرآن کے لیے اس متحرک مطالعہ کو ترک کر دیا تو انہیں علوم وفنون کی سیادت کے منصب سے محروم ہونا پڑا اس خلاء کو افکار مغرب نے پُر کیا اور حاملان قرآن، جو فہم قرآن کے لیے تجربی اساس و بنیاد فراہم کرنے والے اور انسانیت کو کائنات کے اسرار و رموز منکشف کرنے کی تعلیم دینے والے تھے خود مذہب اور سائنس کو متصادم قرار دینے لگے۔نتیجۃً سائنس مغرب کے ملحدانہ فلسفہ کی آلہ کار بن گئی۔

آج جدید سائنس کے پیدا کردہ مسائل میں سے ایک مسئلہ وہ ”علمی وفکری حاجات ہیں جو ان علوم کی لائی ہوئی ثقافت کی پیداوار ہیں چنانچہ ان حوادث وتغیرات اور ان سے پیدا ہونے والی اباحیت پسندی اور الحادی فکر کے مقابلے میں قرآن فہمی کا درست اسلوب متعین کرنے اور قرآن کریم کی تبیین وتشریح کے لیے ان علوم سے واقفیت ناگزیر ہے۔تاہم اس علم کی اہمیت فہم قرآن کے مختلف درجوں کے لیے مختلف ہے اس ضمن میں لوگوں کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ا۔ دینی علوم کے ماہرین اور مفسرین ب۔ عام مسلمان

اول الذکر طبقے کے لیے اس علم کی معرفت کی اہمیت دوسرے طبقے سے کہیں زیادہ ہے جس کی اہم وجہ یہ ہے کہ دوسرے طبقے کی قرآن فہمی کا انحصار عموماً پہلے طبقے کی تشریح وتوضیح اور تفسیر پر ہوتا ہے۔قرآن کریم کی براہ راست تفہیم پر وہ قادر نہیں ہوتے لہذا علوم دینیہ کے ماہرین اور مفسرین کے لیے ان علوم (فلکیات، طبیعات، ارضیات، طب وغیرہ) سے کم از کم جزوی شناسائی از حد ضروری ہے تا کہ:

① وہ وجوہ اعجاز قرآن کے لیے جدید نقطۂ نظر پر حاوی ہوں اور اکتشافات، سائنس اور فکر جدید کے زاویہ نگاہ سے اعجاز قرآن کا ادراک کر سکیں۔ (۲۳)

② علم کائنات کے مختلف شعبوں سے متعلق قرآن کریم کے بیانات کی تشریح وتوضیح کر سکیں جن سے لاعلمی کی بنیاد پر تاویلات یا انکار آیات کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

③ تفسیر قرآن سے جدید ذہن کی اصلاح کے لیے فکری غذا مہیا کی جا سکے۔

④ تشکیک آیات کی استشراقی مہم کی تردید کی جا سکے نیز اس طبقہ کے زعم فاسد کی کامیاب تردید ممکن ہو جس کے خیال میں علم کائنات (سائنس) سے دین کو بیر ہے۔ (۲۴)

⑤ غیر مسلموں کو اسلام کی طرف دور حاضر کے اس علمی طریق سے کام لے کر مائل کیا جا سکے۔ (۲۵)

اس کے علاوہ ان امور سے اشیاء کے خواص کی واقفیت، کائنات کے عجائبات سے آگاہی اور نتیجۃً اللہ تعالیٰ کی معرفت اور قرآنی معارف واعجاز میں وثوق و یقین، انشراح صدر اور یہ یقین کہ یہ عظیم کتاب دور حاضر کے مسائل کا حل بھی پیش کرتی ہے اور ہر زمانے اور ہر خطہ ارضی کے رہنے والوں کے لیے قیامت تک کے لیے دستورِ حیات ہے وغیرہ امور ایسے ہیں جن کا حصول طبقہ اول اور دوم ہر دو کے لیے مشترک ہے۔ (۲۶)

حواشی وتعلیقات

۱۔ ملاحظہ ہوالزرقانی، محمد عبدالعظیم، مناہل العرفان فی علوم القرآن (مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، مکہ مکرمہ) 79/2

۲۔ البقرہ:31

۳۔ مجدالدین فیروز آبادی، القاموس (دارالفکر، بیروت) 4 / 497

۴۔ قاضی بیضاوی، عبداللہ بن عمر، انوار التنزیل ؤ اسرار التاویل (مطبوعہ دیوبند): 1 / 61

۵۔ طنطاوی جوہری مصری، الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم، (مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر) 5352/1

۶۔ جمعہ، محمد لطفی، تاریخ فلاسفۃ الاسلام (اردو ترجمہ کتب خانہ محمد سعید کراچی 1953ء) مقدمہ۔

۷۔ شاہ ولی اللہ، احمد بن عبدالرحیم، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر اصح المطابع، نور محمد، کراچی (1380ھ) ص:271

۸۔ البقرہ:3

۹۔ ملاحظہ ہو راغب الطباخ کی کتاب ''الثقافۃ الاسلامیۃ'' پر مولانا افتخار احمد بلخی کا تشریحی حاشیہ، تاریخ افکار و علوم اسلامی (طبع ادارہ اسلامی کراچی): 314/1

۱۰۔ الحج:73

۱۱۔ مثلاً ملاحظہ ہوں آیات: الانعام:99، فاطر:27,12,9

ان آیات میں علم کائنات کے مختلف شعبوں یعنی موسمیات Mateorology، طبعیات، کیمیا، نباتات Botany، طبقات الارض Geology، علم الجبال Petrology، علم الانسان Anthropology اور حیوانات کے شعبوں میں مشاہدے اور غور و فکر کے بعد توحید الوھیت، ربوبیت، توحید صفات اور خشیت الٰہیہ وغیرہ مضامین کی تفہیم ہے۔

۱۲۔ یونس:

۱۳۔ مثلاً فاطر:9، النمل:63,61,60 وغیرہ

۱۴۔ حوادث اور تغیرات اور ان سے پیدا ہونے والی فکر کے مقابلے میں قرآن فہمی کا درست اُسلوب متعین کرنے اور قرآن کی صحیح تبیین و تشریح کے لیے بھی ان سے واقفیت ضروری ہے موریس بوکائے ''**بائبل قرآن اور سائنس**'' میں لکھتے ہیں اگر چہ آفاق و انفس کے تغیرات قرآنی بیانات کی تصدیق و تبیین کرتے نظر آتے ہیں تاہم عصری سائنسی معلومات کے یہ عجوبے جو حیات کے میدان میں رونما ہوتے رہتے ہیں ایک غور و فکر کرنے والے انسان کو مخالف نتیجہ اخذ کرنے کی جانب بھی لے جا سکتے ہیں اسی بناء پر مستشرقین کا ایک گروہ آیات قرآنی کی تغلیط و تشکیک میں سرگرم عمل ہے جس سے علمی حلقوں میں مادہ پرستی کا رجحان نشو و نما پا رہا ہے حتی کہ خدا کے تصور سے استہزاء کیا جاتا ہے (موریس بوکائیے، بائبل قرآن اور سائنس، مترجم ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی:190)

۱۵۔ یا ایہا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی الحجرات:13، نیز النساء:1

۱۶۔ ولقد خلقنا الانسان من سللة من طین ، ثم جعلناہ نطفة فی قرار مکین ۔ ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظما فکسونا العظم لحماثم انشنانہ خلقا آخر۔ مومنون:12-13-14

۱۷۔ الذی خلق فسوی ، والذی قدر فہدی ۔الاعلیٰ:2-3، نیز الذی خلقك فسوّك فعدلك ، فی ای صورة ماشاء رکبك ۔انفطار:7-8، نیز الفرقان:2

۱۸۔ النساء:34

۱۹۔ ملاحظہ ہو محمد شہاب الدین ندوی، تخلیق آدم اور نظریہ ارتقاء: ''تعارف'' نیز ''نظریہ ارتقاء کی عالمگیری'':605

۲۰۔ وحیدالدین خان، عظمت قرآن:10-11

۲۱۔ جان فائیفر، بدایۃ الکون، عربی ترجمہ، ڈاکٹر محمد شحات:13، 14۔71

۲۲۔ ملاحظہ ہو، مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی، فلکیات جدیدہ، ادارہ تصنیف وادب، لاہور:278,279

۲۳۔ مناہل العرفان:81/2

۲۴۔ ایضاً، نیز موریس بوکائیے، بائبل قرآن اور سائنس، باب اوّل:181

۲۵۔ مناہل العرفان:81/2

۲۶۔ ایضاً

جہانبانی سے ہے دشوار تر کار جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا